

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

سو (ان نعمتوں کے شکریہ میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

# مسائل قربانی

قرآن و سنت کی روشنی میں

جمع و ترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ صاحب

بیت التَّحْقِیْمِ

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ..... مسائل قربانی قرآن و سنت کی روشنی میں

مرتب ..... پیر رحیمی سید مشتاق علی

صفحات ..... ۶۴

طبع اول ..... ستمبر ۲۰۱۵ء

ناشر ..... دارالنعیم - اردو بازار - لاہور

قیمت ..... .....

## ضروری اطلاع

قارئین کرام ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب میں تصحیح کی پوری پوری کوشش کی ہے تاہم اگر پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ہمیں ضرور آگاہ کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔

## فہرست مضامین

- مسئلہ نمبر 1: قربانی واجب ہے۔ 5
- مسئلہ نمبر 2: قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کاٹے۔ یہ مستحب ہے۔ 15
- مسئلہ نمبر 3: مسافر پر قربانی واجب تو نہیں اگر کر لے تو جائز ہے۔ 17
- مسئلہ نمبر 4: قربانی میں میت کو شریک کرنا۔ 20
- مسئلہ نمبر 5: میت کے ایصالِ ثواب کے لئے مستقل قربانی کرنا۔ 22
- مسئلہ نمبر 6: قربانی کے جانوروں کی عمریں چیک۔ 22
- مسئلہ نمبر 7: خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔ 29
- مسئلہ نمبر 8: قربانی صرف تین دن تک کرنی جائز ہے۔ 29
- مسئلہ نمبر 9: جہاں پر عید کی نماز ہوتی ہے وہاں پر قربانی۔ 31
- عید کی نماز کے بعد کرنی چاہئے۔
- مسئلہ نمبر 10: قربانی دن رات کرنی جائز ہے۔ 32
- مسئلہ نمبر 11: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔ 33
- مسئلہ نمبر 12: کیا سب گھروالوں کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہے۔ 34
- مسئلہ نمبر 13: اونٹ اور گائے میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ 38
- مسئلہ نمبر 14: کیا اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا سنت ہے۔ 39
- مسئلہ نمبر 15: قربانی کو اچھے انداز سے ذبح کرنا چاہئے۔ 46

## مسئلہ نمبر 1: قربانی واجب ہے

قربانی کے واجب ہونے کے دلائل اولہ اربعہ میں بہت سے ہیں۔ جن میں سے چند یہاں پر نقل کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم کو قربانی دینے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

سو (ان نعمتوں کے شکر یہ میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

(سورۃ البقرہ پ 30 آیت نمبر 2 ترجمہ حضرت تھانوی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی السنوی ۱۲۳۵ھ اور اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فعلی هذا ایثبات بہ وجوب صلوة العید والتضحية

لہذا اس سے نماز عید اور قربانی کا واجب ہونا ثابت ہوا۔ (تفسیر مظہری ص 353 ج 10)

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

فصل لربک وانحر معناه ان فاسا كانوا یصلون بغیر اللہ تعالیٰ و ینحرون بغیر اللہ فامر اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی لہ و ینحرو لہ متقربا الی ربہ بذلک

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی کر اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ غیر اللہ کی نماز پڑھتے تھے اور غیر اللہ کی قربانی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تو اپنے رب کی نماز ادا کر اور قربانی کر۔ (تفسیر خازن)

اس آیت سے یہ واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اور علماء

- 47 مسئلہ نمبر 16: تکبیر پڑھ کر ذبح کرنا۔
- 48 مسئلہ نمبر 17: جس کی طرف سے قربانی کی جائے ذبح کے وقت اس کا ذکر کرنا۔
- 49 مسئلہ نمبر 18: اونٹ کو خنجر کرنے کا طریقہ۔
- 50 مسئلہ نمبر 19: قربانی کے جانور میں سے اگر بچہ نکل آئے تو اس کا حکم۔
- 55 مسئلہ نمبر 20: قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کا طریقہ۔
- 57 مسئلہ نمبر 21: قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے۔
- 58 مسئلہ نمبر 22: قربانی کرنے والے (قصاب) کو اجرت کے طور پر قربانی میں سے کچھ نہ دیا جائے۔
- 59 مسئلہ نمبر 23: کون کون سے جانور کی قربانی درست نہیں۔

فرماتے ہیں جس چیز کا حکم اور امر ہو وہ کم از کم واجب ہو کر رہتا ہے۔ علماء کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

**علامہ کاسانی حنفی کا حوالہ:**

علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔

امر مطلق یہ وجوب کا تقاضا کرتا ہے عمل کے حق میں اور وعید واجب کے چھوڑ پر ہے۔

(بدائع الصالحین فی ترتیب الشرائع ج 4 ص 194)

**علامہ سرخسی کا حوالہ:**

شس الاہمہ سرخی حنفی التوفی 483 لکھتے ہیں۔

قربانی کو واجب قرار دینے کے سلسلے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فصل لربک والنحر۔ اپنے رب کی نماز پڑھے اور قربانی کیجئے، اور امر وجوب کا تقاضا

کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس گنچائش ہو اور

وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے اور قربانی نہ کرنے پر وعید کا لاحق کرنا ای صورت

میں ہو سکتا ہے جب قربانی واجب ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

نے عید سے پہلے قربانی کی وہ قربانی کو دہرائے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اللہ کے نام پر ذبح

کرے، اس حدیث میں قربانی کا امر کیا ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”ضُحُوا“ قربانی کرو، یہ امر ہے اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ یہ تمہارے باپ

ابراہیم کی سنت ہے تو اس سنت سے مراد نبی میں طریقہ ہے۔ اور یہ وجوب کی نفی نہیں کرتا۔ اور وہ

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی، اس میں مخالفین کی دلیل

نہیں ہے۔ کیونکہ ہم قربانی کو فرض نہیں کہتے واجب کہتے ہیں۔ مکتوب فرض کو کہتے ہیں جس کا انکار

کفر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ پر قربانی فرض تھی۔ اور حضرت ابوبکر

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو ایک سال یا دو سال تک قربانی نہیں کی اس کی وجہ ان کا

مسائل قربانی قرآن و سنت کی روشنی میں

افلاس تھا یا ان کا حال سفر میں ہونا، انہوں نے قربانی اس لئے نہیں کی کہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ

افلاس یا سفر میں بھی قربانی واجب ہوتی ہے اور حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

قول کی بھی تاویل ہے۔ (الموطأ سرخسی ج 12 ص 8-9)

**امام سمرقندی کا حوالہ:**

حضرت امام علاء الدین السمرقندی تحفہ الغنیمہ میں فرماتے ہیں

کہ صحیح ہمارا قول (احناف کا قول) ہے کیونکہ ارشاد خداوندی فصل لربک والنحر

سوماز پڑھا اپنے رب کے آگے اور قربانی کر حضرات مفسرین رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین نے فرمایا ہے

کہ صلوٰۃ سے مراد نماز عید ہے اور النحر سے مراد قربانی ہے۔ امر وجوب کے لئے آتا ہے۔

(تحفۃ الغنیمہ ج 3 ص 114)

**شارح ابوداؤد و حضرت مولانا غلیل احمد محدث سہارنپوری کا حوالہ:**

حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپور لکھتے ہیں۔

و مطلق الامر للوجوب فی حق العمل اور مطلق امر کسی بھی عمل کے حق میں

وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد ج 4 ص 68)

**مولانا خالد گھر کا بھی غیر مقلد کا حوالہ:**

مولانا خالد گھر کا بھی صاحب لکھتے ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا قربانی واجب ہے

یا سنت، جنہوں نے اسے واجب کہا ہے ان کے سامنے اوپر والی قرآن کی آیت اور احادیث

متفقہ قیسیں اور جو لوگ واجب نہیں جانتے وہ دوسری حدیث پیش کرتے ہیں۔

(مسئلہ قربانی اور یہ کہ پرمفید بحثیں ماہ نومبر دسمبر 1984 اور دہریا، خالد گھر کا بھی گوجرانوالہ)

**دوسری دلیل:**

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ آپ اعلان فرمادیں۔

ہوئی کہ یہاں صلوة سے عید اور قربانی مراد ہے اور اس قربانی کا وجوب بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ (و یذکركم الله انکم انتم و اولادکم و اولادکم و اولادکم) موجود ہے اور امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔

احکام القرآن کی اس عبارت سے بھی ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

**امام ابن کثیر کا حوالہ:**

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی قربانی دینے والے مشرکوں کو جلا دیں کہ ان کا طریقہ ان مشرکوں سے مختلف ہے ان کی نماز اور قربانی صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کے نام کی ہے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے فرمان فصل لربک وانحر بھی کی مانند ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 222)

**تیسری دلیل:**

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں طاقت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(سنن ابن ماجہ باب الاضاحی و البقرہ ص 233 مستدرک حاکم ج 2 ص 232۔ مستدرک ج 3 ص 321)

نصب الراية فی تخریج احادیث ماہیہ ج 4 ص 207 الترغیب والترہیب ج 2 ص 155)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخص شخص کو تنبیہ فرما رہے ہیں جو قربانی کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے۔ اور اس قسم کی سخت تنبیہ واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوا کرتی ہے تو اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔

و مثل هذا الوعيد لا یحلق ببتوک غیر الواجب۔

اس جیسی وعید لاحق نہیں ہوتی۔ واجب کے علاوہ چھوڑنے کو۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

آپ کہہ دیجئے بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔

اور میں سب سے پہلے فرمانبرداری کرنے والا ہوں۔ (پارہ نمبر 8 سورۃ انعام آیت 6 نمبر 163-162)

اس آیت کریمہ میں قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں امرت کا لفظ ہے جس کا معنی یہی ہے کہ مجھے نماز اور قربانی کرنے کا امر ہوا۔ اور جس کا حکم اور امر ہو وہ اگر فرض نہ ہو تو واجب ضرور ہوا کرتا ہے۔ لہذا اس سے واضح ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحمد خان سواتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید میں اگلی آیت سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں و بذلک امرت (مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے) میں امر ہے جو کہ وجوب کے لئے ہوتا ہے۔

چونکہ یہاں قربانی کا ذکر بھی ہے لہذا یہ واجب ہے۔ بعض احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا حکم عام صدقہ کا نہیں بلکہ یہ زیادہ موکلہ ہے اور اس میں وجوب کا درجہ پایا جاتا ہے۔ سورۃ کوثر میں بھی آیا ہے ”فصل لربک وانحر“ یعنی اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ (توبہ معالم الفرقان فی دروس القرآن جلد 7 سورۃ الانعام ص 532)

امام ابو بکر جصاص رازی حنفی لکھتے ہیں۔

و اما قرن انسک الی الصلوة دل علی ان المراد صلوة العید والا ضحیة و هذا یدل علی وجوب الاضحیة لقوله تعالیٰ و بذلک امرت والامر یمقتضی الوجوب۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے نسک کو صلوة کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا تو اس سے یہ بات معلوم

حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

و مصابو یوید الوجوب خبر من وجد سعة  
ان میں سے وہ روایت بھی ہے جو قربانی کے واجب ہونے کی تائید کرتی ہے۔

چوتھی دلیل:

حدیث جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں عید الاضحیٰ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے زانغ کر لیا ہو وہ اب دوبارہ ذبح کرے اور جس نے نہیں ذبح کیا وہ قربانی کرے۔ (بخاری جلد 2 ص 834 باب من ذبح قبل الصلوة عامداً)

پانچویں دلیل:

حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ قربانی دوبارہ کرے۔ (مسلم جلد 2 ص 155 کتاب الاضاحی باب دفعھا)

چھٹی دلیل:

حدیث جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

حضرت جندب بن عبد اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے ذبح کیا ہو پہلے اس کے کہ نماز پڑھی جائے تو چاہئے کہ دوبارہ ذبح کرے بجائے اس کے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو اسے چاہئے کہ ذبح کرے۔

(لحمادی شریف باب من غرم الخمر قبل ان یذبح الامام کتاب الصيد والذباح والاصنامی)

ساتویں دلیل:

حدیث گویمیر بن اسقر

یحییٰ بن سعید نے عباد بن تمیم سے روایت کی ہے کہ گویمیرؓ میں اشعر نے قربانی کے دن عید گاہ جانے سے پہلے قربانی کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ پھر دوسری قربانی کرے۔ (موطا امام محمد کتاب البیاض اخصیہ قبل ان یذبح دوایم الاضحیٰ)

آٹھویں دلیل:

حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ بن نيار

حضرت ابو بردہ بن نيار بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ختم کرنے سے پہلے قربانی کر لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ (سنن دارمی مترجم جلد اول ص 788 باب الذبح قبل الاضاحی)

نویں دلیل:

حدیث براء بن مالک رضی اللہ عنہ۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید کے روز کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہماری قربانی کی طرح قربانی کرتا ہے تو جب تک وہ نماز عید نہ پڑھ لے قربانی نہ کرے یہ سن کر میرے ماموں ابو بردہ بن نيار کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو تعلیم سے قربانی کر لی تاکہ میں اپنے اہل خانہ اور پڑوسیوں کو کھلاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوبارہ قربانی کرو کیونکہ سابقہ قربانی ادا نہیں ہوئی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بکری کا ایک دوسرا بچہ ہے جو ابھی ایک سال کا نہیں ہوا۔ اور میرے نزدیک وہ دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا اسے ذبح کیجئے یہ تمہاری دو قربانیاں سے بہتر ہے اور تمہارے بعد یا تمہارے سوا بکری کا بچہ (جذعتہ) قربانی میں دینا درست نہیں۔



چھی دلیل سے لے کر نویں دلیل تک یہ احادیث بتا رہی ہیں کہ آپؐ نے ایسے شخص کو جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا جس سے ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے کیونکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو آنحضرتؐ نماز عید سے پہلے قربانی کرنے والے کو کبھی بھی یہ حکم نہ دیتے کہ قربانی دوبارہ کرو۔

**دسویں دلیل:**

حدیث ابن عمرؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائی عمل مبارک۔

عن ابن عمر قال اقام رسول الله صلى الله عليه و سلم بالمدینة

عشر سنين یضیی۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔

(ترمذی ابواب الاضاحی باب ما لبیہ ما ان الشاة) (ج 1 ص 182) مسند احمد ج 2 ص 38 مشکوٰۃ ص 129

اس حدیث سے واضح ہوا کہ آپؐ نے کسی سال بھی قربانی نہیں چھوڑی آپؐ کا قربانی کرنے پر مواظبت فرمانا قربانی کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

**گیارہویں دلیل:**

حدیث انس بن مالکؓ

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو میزبھوں کی قربانی کیا کرتے اور میں بھی دو میزبھوں کی قربانی کرتا ہوں۔ (بخاری کتاب الاضاحی باب اھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

**بارہویں دلیل:**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو قربانی کرنے کا حکم دینا۔

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں ان کو بکریاں کہ بانٹ دیویں اس کو حضرت کے صحابہ میں قربانی کے لئے سواقی رو گئی اس میں سے ایک عتود یا ایک جدی سوڈ کر کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپؐ نے (قتال صنع بہ انت) اس کی تم قربانی کر دو۔ (ترمذی ج 1 ص 181 باب فی الجذع من العسمن فی الاضاحی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپؐ نے قربانی کرنے کے لئے صحابہ کرام میں بکریاں تقسیم تاکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قربان کریں۔ اور حضرت عقبہ بن عامر کو بھی حکم دیا کہ چاہئے تیرے حصہ میں عتود یا جدی آئی ہے تو اس کی قربانی کر دے۔ آپؐ کا یہ امر فرمانا وجوب کی دلیل ہے۔

**تیرہویں دلیل:**

ام بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا۔ (مجمع الزوائد ج 4 ص 19)

**چودھویں دلیل:**

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرنے کا حکم کیا۔ (بحوالہ قربانی کے چار دن پر ایک تحقیقی تبصرہ)

**پندرہویں دلیل:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیرہ سے منع فرمایا: عتیرہ ایک زبیجہ تھا جسے لوگ رجب میں ذبح کرتے تھے آپؐ نے اس (عتیرہ) سے منع کیا اور انہیں قربانی کا حکم دیا۔ (مسند بزار بحوالہ مجمع الزوائد)

**سولہویں دلیل:**

حش سے روایت کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دودھے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا یہ کیا ہے (یعنی قربانی تو ایک ذبیحہ کفایت کرتا ہے تم دو کیوں کرتے ہو) تو

## مسئلہ نمبر 2: قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کاٹے۔ یہ مستحب ہے

حدیث:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور ناخن یونہی رہنے دے۔ (مسلم کتاب الاضاحی باب من من مصل علیہ عشر ذی الحجہ)

حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرنا چاہے وہ دس ذوالحجہ تک اپنے ناخن اور بال نہ کٹائے۔ پھر دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد حجامت ہوائے۔ (نسائی کتاب الصما)

حنفی مسلک میں بال اور ناخن نہ کاٹنا مستحب ہے فرض واجب نہیں۔ علامہ ابن عابدین حنفی فرماتے ہیں۔ فہذا محمول علی النذب دون الوجوب بالاجماع یعنی عشرہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے لے کر اپنے جانور کی قربانی کرنے تک بال اور ناخن نہ کاٹنا یہ فعل مستحب ہے کوئی واجب نہیں اس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ (فتاویٰ ثانی ج 3 ص 66)

حدیث:

امام نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قربانی کی تو مجھے دیکھا کہ ان کے لئے ایک سینگ والا بکرا خریدو۔ پھر ان کی طرف سے قربانی کے دن عید گاہ میں ذبح کروں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پھر قربانی کا جانور ان کے پاس لے جایا گیا تو

انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربان کروں تو میں انہی کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد کتاب الصما باب الاضاحی عن ابیہ)

قرآن و سنت کے ان دلائل کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض فقہاء نے قربانی کو واجب کہا ہے۔

علامہ بدرالدین عین حنفی لکھتے ہیں۔

بہر حال قربانی امام ابوحنیفہ امام محمد امام زفر امام حسن کے نزدیک واجب ہے اور ایک روایت حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مروی ہے اور امام شافعی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

(عمدة القاری شرح البحار ج 21 ص 115-214)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس دہلوی قریشی غیر مقلد لکھتے ہیں:

علماء کا اختلاف ہے کہ قربانی واجب ہے یا سنت موقوفہ بہت سے علماء قربانی کو واجب بتاتے ہیں اور اس کے وجوب پر آیت فضل لربک والآخر سے استدلال کرتے ہیں لیکن اکثر علماء سنت موقوفہ ہونے کے قائل ہیں۔ جاتین کی دلیلوں پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ وجوب کے قائل ہیں ان کے دلائل مستحکم اور مضبوط ہیں۔ بدور الابلہ میں طرفین کے دلائل کی خوب تحقیق کی گئی ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ جسے قربانی کا اس قدر مقدمہ ہو کہ ایک بکرا یا مینڈھا یا بھیڑ خواہ نر یا مادہ خرید سکتا ہو تو اسے قربانی کرنا واجب ہے۔

(دستور الحسنی فی احکام الشریعہ ص 176) (مطبوعہ اسلامک پبلیشنگ ہاؤس شیش محل روڈ لاہور)

تابعی کبیر امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا قربانی حاجیوں کے علاوہ شہر میں رہنے والے سب لوگوں پر واجب ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (کتاب الاضاحی ج 576 باب الاضاحی و اخصاء النمل)



جب ان کا بکرا ذبح کیا گیا تو انہوں نے اپنا سر منڈا یا وہ بیار تھے لوگوں کے ساتھ عید گاہ نہ جاسکتے تھے۔ امام نافع نے یہ بھی روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ قربانی دینے والے پر سر منڈانا واجب نہیں جب کہ اس نے حج نہیں کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں ہی سر منڈایا۔

امام محمد فرماتے ہیں۔

اور سر منڈا نہ کرنے کے سلسلہ میں ہم وہی کہتے ہیں جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس نے حج نہیں کیا اس پر قربانی کے دن سر منڈانا واجب نہیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ہمارے تمام فقہاء کا قول ہے۔

(موطا امام محمد مجرم 327 تا 329 کتاب الصحا یا موطا امام مالک مجرم 368 کتاب الصحا یا باب یستحب من الصحا یا)

### جو شخص قربانی کی حیثیت نہیں رکھتا وہ بھی اپنے بال نہ کاٹے

حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ اٹھی کے دن (دسویں ذی الحجہ) کو عید کرنے کا جس کو اللہ جل جلالہ نے اس امت کے لئے عید قرار دیا ہے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ اگر میں نہ پاؤں مگر ایک اونٹنی یا بکری جو چرائی ہو اور دودھ پینے یا مال لینے کے واسطے بطور عاریت کے مجھ کو ملی ہو کیا میں اس کی قربانی کروں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو (عید کے روز) اپنے بال کتر اور ناخن اتار اور مونچھ کتر اور زیر ناف کے بال لے۔ پس یہی تیری قربانی ہے اللہ جل جلالہ کے نزدیک۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصحا یا باب ما یجب الاستحاضا لئلا یتکلم الصحا یا بسم اللہ بعد الصحا یا)

اس حدیث سے ثابت ہوا جو شخص قربانی کی طاعت نہیں رکھتا اور قربانی کا اجر و ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس مذکورہ طریقے پر عمل کر کے قربانی کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ بھی ذوالحجہ کا

چاند نظر آنے کی صورت میں بال اور ناخن نہ کاٹے۔ نماز عید کے بعد کاٹے اسے قربانی کا ثواب ان شاء اللہ ملے گا۔

### مسئلہ نمبر 3: مسافر پر قربانی واجب تو نہیں اگر کر لے تو

جائز ہے

قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعلیمات کی روشنی میں اہل سنت والجماعت احناف کا یہ مسلک ہے کہ مسافر پر قربانی واجب یعنی ایسی ضروری نہیں کہ اگر وہ نہ کرے گا تو گناہ گار ہو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ اگر مسافر قربانی کر لے تو جائز ہے فقہ حنفی میں منع بھی نہیں۔ جن دلائل سے مسافر پر بعض لوگ قربانی کو ضروری سمجھتے ہیں ہمارے ہاں ان سے وجوب ثابت نہیں ہوتا صرف جواز ثابت ہوتا ہے اور مسافر پر قربانی کے جواز کے احناف بھی قائل ہیں۔ اس تطبیق سے احناف کا مسلک کسی حدیث کے خلاف نہیں بلکہ قرآن و سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین و تابع تابعین، سلف و صالحین اور آئمہ مجتہدین کے مطابق ہے۔

### احناف کے دلائل:

یہ مسئلہ قرآن و سنت کے ان اصولوں کے مطابق ہے جن میں مقیم اور مسافر کے احکام کا

فرق بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً

- 1- مقیم اور مسافر کی نماز کے اندر بہت سے احکام میں فرق ہے۔
- 2- مقیم اور مسافر کے احکام میں فرق ہے۔
- 3- مقیم اور مسافر موزوں پر سچ کے احکام میں فرق ہے۔
- 4- مقیم اور مسافر کے درمیان زکوٰۃ وصول کرنے میں فرق ہے۔
- 5- مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہوتا وغیرہ۔

اس طرح اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں مسافر کے لئے آسانی پیدا کی گئی ہے۔ اسی آسانی کے اصول کے پیش نظر مسافر پر قربانی کو واجب قرار نہیں دیا گیا کیوں کہ قربانی کرنے کے لئے قربانی کرنے والے آدمی کو بہت سے خاص انتظامات کرنے پڑتے ہیں جو وہ سفر کی حالت میں نہیں کر سکتا۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر میں قربانی کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، نصب الراية فی تخریج احادیث الہدایہ وغیرہ کتب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سفر میں قربانی نہ کرنے کا عمل موجود ہے۔ جن میں سے بعض صحابہ کا عمل ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

**خليفة دوم امير المؤمنين حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل:**

محدث کبیر امام عبدالرزاق صنعانی التوفی 21ھ نقل کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب کان یحج فلا یضعی

کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کرتے اور قربانی نہ کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق ج 4 ص 382)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔

**خليفة چهارم: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب کی روایت:**

صاحب جوہرۃ البیہ نقل فرماتے ہیں۔

اما الفقير فظاهرو اما المسافر فلما روى عن علي رضي الله عنه قال ليس على المسافر جمعة و الاضحية۔

بہر حال غریب کے حق میں تو ظاہر ہے (یعنی اس کے پاس مال ہی نہیں قربانی کیا واجب ہو گی) اور بہر حال مسافر تو اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مسافر پر جمعہ واجب نہیں اور نہ ہی اس پر قربانی واجب ہے۔

(الجوہرۃ البیہ ج 2 ص 283 بحوالہ محمد عبداللہ الحنفی اور قربانی ص 240)

مولانا محمد فاروق غیر مقلد اپنی کتاب قربانی اور عقیدہ کے مسائل صفحہ 56 میں لکھتے ہیں۔

ابراہیم نخعی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ مسافر پر قربانی نہیں ہے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی قول منقول ہے۔

**تابعی کبیر حضرت امام ابراہیم نخعی کا حوالہ:**

عن ابراہیم قال رخص للحاج والمسافر في ان لا يضحي (تحفہ عید الاضحیٰ اور قربانی ص)

کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاجیوں اور مسافروں کو رخصت دی گئی ہے کہ چاہے قربانی نہ بھی کریں۔

امام محمد نے بھی کتاب الآثار باب الاضحیہ و اخصاء النفل میں امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم قال الاضحیہ واجبة علی اهل الامصار ما خلا الحاج۔ قال محمد: وبہ نأخذ و هو قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا قربانی حاجیوں کے علاوہ شہر میں رہنے والے سب لوگوں پر واجب ہے۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار ج 5 ص 576)

مولانا حبیب اللہ مختار اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

(ش) قربانی ہر آزاد ایسے مسلمان پر واجب ہے جو مقیم ہو صاحب استطاعت ہو مسافر اور فقیر پر قربانی نہیں اس لئے کہ عبادت قادر پر واجب ہوتی ہے اور وہ مال دار ہے نہ کہ فقیر، مسافر پر اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مسافر پر جمعہ اور قربانی واجب نہیں ہے

تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

### حدیث نمبر 2:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرنا چاہا قربانی کے دن دودھ دے سینگ دار ابلق خصی کو پھر جب ان کو رو بقلید کیا تو کہا مقرر میں اپنا منہ متوجہ کر تا ہوں اس کے لئے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں ابراہیم کے دین پر ہوں اور توحید کرنے والا ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں تحقیق نماز میری اور اور تمام عبادتیں میری اور زندگانی میری اور مرثا میرا خالص واسطے اللہ پروردگار عالموں کے لئے ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں اسی کا حکم کیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں یا اللہ یہ قربانی تیری ہی عطا ہے اور خالص تیری ہی رضا کے لئے ہے مجھ سے اسے قبول کر اور اس کی امت سے اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے پھر اس کو ذبح کیا۔

(ابوداؤد مجرم ج 2 ص 408-409 کتاب النحی باب استحب من النحی یا ابن ماجہ ابواب الاضاحی ص 225)

### حدیث نمبر 3:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ کرتے تو دو مینڈھے خریدتے جو مونے تازے چنگرے اور خصی ہوتے ایچ اپنی امت کے ہر اس شخص کی طرف سے ذبح کرتے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپؐ کی رسالت کی شہادت دیتا ہو اور دوسرا مینڈھا محمد اور آل محمد کی طرف سے ذبح کرتے۔

(ابن ماجہ ابواب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص 225-226)

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسافر ہوتے تھے تو قربانی نہیں کرتے تھے حاجی بھی مسافر ہوتا ہے اس لئے اس پر بھی قربانی نہیں، البتہ اگر اہل مکہ حج کریں تو ان پر قربانی واجب ہو گی اس لئے کہ وہ مسافر نہیں ہوتے۔

(الفتح شرح کتاب الآثار ص 576 معنی ذاکثر حبیب اللہ حقار دار التصفیٰ جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5)

### مسئلہ نمبر 4: قربانی میں میت کو شریک کرنا

قربانی مالی عبادت ہے اور اس کے ذریعہ سے بھی ایصال ثواب کرنا درست ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر نفیس اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی ہے۔ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

### حدیث:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک مینڈھا سینگ دار لانا نہ کا۔ جو چلتا ہو سیاهی میں اور بیشتا ہو سیاهی میں اور دیکھتا ہو سیاهی میں (یعنی پاؤں اور پیٹ اور آنکھوں کے گرد سیاہ ہو) پھر لا گیا ایک ایسا مینڈھا قربانی کے لئے آپ نے فرمایا اے عائشہؓ چھری یا پھر فرمایا تیز کر لے اس کو پتھر سے میں نے تیز کر دی پھر آپؐ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا اس کو لٹایا پھر اس کو ذبح کیا پھر فرمایا بسم اللہ یا اللہ قبول کر محمد کی طرف سے اور محمد کی آل کی طرف سے اور محمد کی طرف سے پھر قربانی کی اس کی۔

(مسلم ج 2 ص 219-218 ترجمہ علامہ وحید ازماں غیر مقلد کتاب الاضاحی باب استحب النحی)

ابوداؤد کتاب النحی باب استحب من النحی یا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب زندہ اور مردہ دونوں قسم کے مومن بندوں کو کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور آپ کی امت کے بعض افراد اس وقت فوت ہو چکے تھے اور بہت سے زندہ تھے اور بہت سے ابھی

سلف صالحین (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین رحمۃ اللہ علیہم تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور آئمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہ) نے لئے ہیں۔ ہم پہلے وہ حدیث نقل کرتے ہیں پھر ان الفاظ کے معنی بیان کریں گے۔

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تذبحوا الا مسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضان

(الضان)

میت ذبح کرو قربانی میں مگر مسنہ (جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو) البتہ جب تم کو ایسا جانور نہ ملے تو ذنب کا جذعہ کرو (جو چھ مہینہ کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)

(مسلم مترجم عام و جدید الزماں غیر مقلد ج 5 ص 216)

حدیث نمبر 2:

عن عاصم بن کلیب عن ابيه قال كنا مع رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يقال له مجاشع من بني سليم فعزت الغنم فامر متناديا فنادى ان رسول الله صلى الله عليه كان يقول ان الجذع يوفي مباحا يوفي منه الثني

عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے ساتھ ہم تھے۔ ان کو جاشع کہتے ہیں وہ بنی سلیم سے تھے ایک بار بکرا ہاں بہت گراں ہو گئیں انہوں نے منادی کو حکم دیا پکارے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ مقرر جذعہ (یعنی ذنب بچھیر جو چھ مہینے سے زیادہ ہو) کفایت کرتا ہے اس چیز سے کبھی اس سے کفایت کرے۔

(ابوداؤد مترجم عام و جدید الزماں غیر مقلد ج 2 ص 410)

اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 5: میت کے ایصال ثواب کے لئے مستقل قربانی کرنا

حدیث:

حضرت حنظل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دو دنے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا یہ کیا ہے (یعنی قربانی میں تو ایک ذبیہ کفایت کرتا ہے تم دو کیوں کرتے ہو) تو انہوں نے (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں تو میں انہی کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(ابوداؤد مترجم ج 2 ص 407، کتاب الاضاح باب الاضاحی عن ابیہ میت مردے کی طرف سے قربانی کرنے کا بیان ترجمہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد) مشکوٰۃ مترجم جلد 1 ص 311 (رحمۃ لاہور)

حدیث:

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ ہمیشہ قربانی کرتے تھے دو مینڈھوں کی ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے سولوگوں نے ان سے کہا کہ کیوں ایسا کرتے ہیں آپ۔ تو جواب دیا انہوں نے کہ حکم کیا مجھ کو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا پس نہ پھوڑوں گا میں اسے کبھی۔

(ترمذی مترجم علامہ دہلج الزماں غیر مقلد ج 1 ص 563 ابواب الامتاع باب فی الاضاحیہ یکھین)

مسئلہ نمبر 6: قربانی کے جانوروں کی عمریں چیک

قربانی کے جانوروں کی عمر کے متعلق قرآن و سنت میں خاص عمر کی قید کے ساتھ کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ مختلف احادیث میں بعض ایسے الفاظ موجود ہیں جن کے معنی مختلف بنتے ہیں۔ کسی لغت والے نے کچھ معنی لکھے ہیں اور کسی نے کچھ۔ ہم نے ایسے موقع پر وہ معنی مراد لینے ہیں جو



ف:

یعنی جذع کی قربانی کرنا جائز ہے اس بکری کی قربانی کے مانند جو برس دن سے زیادہ ہو بکروں میں شئی ہے جو برس دن پورا کر کے دوسرے میں لگے اور بیل گائے میں وہ ہے کہ دو برس پورا کر کے تیسرے میں لگے اور اونٹ میں وہ ہے جو پانچ برس پورا کر کے چھٹے میں لگے، بعضوں کے نزدیک بکری شئی وہ ہے جو دو برس کی ہو کر تیسری میں لگے اس سے پہلے جذع ہے۔

(ابوداؤد مستدرج علامہ وحید الزماں جلد دوم ص 410)

ان دونوں حدیثوں میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن سے فقہاء کرام نے قربانی کے جانوروں کی عمر پر استدلال فرمایا ہے۔

نمبر 1: مسنہ 2: شئی 3: جذعہ

اوپر علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ان الفاظ کی کچھ تشریح تو گزر چکی ہے مگر ہم یہاں عوام کے لئے اس مسئلہ کی مزید وضاحت فقہائے کرام سے نقل کرتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔

(مشکوٰۃ شریف کے مشہور شارح حضرت مولانا علامہ نواب قطب الدین محدث دہلوی)

البتوئی (1279) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

مسنہ یا جذعہ کسی خاص جانور کا نام نہیں بلکہ یہ ایک اصطلاح ہے جو قربانی کے جانور کی عمر کے سلسلہ میں مستعمل ہوتی ہے چنانچہ حنفی مسلک کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے کہ اونٹوں میں وہ اونٹ مسنہ کہلاتا ہے جو پورے پانچ سال کی عمر کا ہو اور اسی سال میں داخل ہو چکا ہو۔ گائے بھینس اور بیل میں مسنہ اسے کہتے ہیں جو پورے دو سال کی عمر کا ہو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ بکری بھیر اور دنبہ میں مسنہ وہ ہے جو اپنی عمر کا پورا ایک سال گزار کر دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ لہذا ان جانوروں میں قربانی کے لئے جانور کا مسنہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں دنبہ اور بھیر کا اگر جذعہ بھی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ جذعہ بھیر یا دنبہ کا وہ بچہ کہلاتا ہے جس کی عمر ایک

برس سے کم تو ہو مگر چھ ماہ سے زیادہ ہو۔

(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جدید ج 1 ص 948-949 دارالاشاعت کراچی)

### فتاویٰ قاضی خاں کا حوالہ:

امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور گائے میں سے شئی وہ ہے جس کے دو سال گزر چکے ہوں اور تیسرے میں داخل ہو چکا ہو اور بکرا بکری میں سے شئی وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو دوسرے میں لگ چکے ہوں (فتاویٰ قاضی خاں ج 4 ص 331 بحوالہ تجرید اللمعی ص 389)

### معنی ابن قدامہ کا حوالہ:

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال و کعب الجذع الضان یکون ابن سبعة او ستة اشهر -

حضرت امام و کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھیر، دنبہ سات یا چھ مہینوں کا ہونا چاہئے۔

(اللمعی ابن قدامہ ج 13 ص 369 بحوالہ تجرید اللمعی) (ترجمہ ص 216)

ناظرین ہم نے فقہائے کرام کے حوالہ سے تینوں لفظوں کے صحیح مطالب بیان کر دیئے ہیں فقہائے کرام نے ان الفاظ سے جانور کی عمر پر استدلال فرمایا ہے کسی نے بھی مسنہ کا مطلب دوندا نہیں لیا۔ بعض لوگ فقہائے کرام کے صحیح مطالب کے خلاف صرف اپنا مطلب نکالنے کے لئے بعض کتب لغت سے کھینچا تائی کر کے مسنہ کا معنی دوندا کرتے ہیں اور اس بات پر بہت ضرور دیتے ہیں جو درست نہیں ہے اہل لغت نے بھی مسنہ کے معنی بیان کئے ہیں مگر وہ صرف اپنے مطلب کا معنی ہی عوام کو بتاتے ہیں۔ جب کہ دین میں فقہاء کی بات کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ صرف اہل لغت کا اگر لغت پر ہی کسی مسئلہ کی بنیاد رکھ دی جائے تو پھر بہت سی خرابیاں جنم لیں گی۔ اگر کسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہو جائے تو پھر جس طرف فقہائے کرام ہوں گے اس کو ترجیح دی جائے گی۔



علماء کے درمیان یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فقہاء کرام ہی احادیث کے معانی خوب جانتے ہیں۔

### امام ترمذی کا حوالہ:

1- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں و کن الک قال الفقہاء و ہم اعلم بمعانی الحدیث امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اسی طرح فقہاء کرام نے کہا ہے اور وہ بھی حدیث کو خوب جانتے ہیں۔ (ترمذی ج 1 ص 118)

### اس امام حاکم نیشاپوری کا حوالہ:

و حدیث یتداولہ الفقہاء خیر من ان یتداولہ الشیوخ  
وہ حدیث جس کو فقہاء کرام روایت کرتے ہیں اس سے زیادہ بہتر ہے جس کو صرف شیوخ بیان کرتے ہیں۔

(معارف علوم الحدیث بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ از مولانا حکیم رحمۃ اللہ ربانی)

### 3- علامہ ابو بکر محمد بن موسیٰ الہمدانی الشافعی کا حوالہ:

علامہ صاحب فرماتے ہیں۔

و ان یکون رواۃ احداث مع تساو یہم فی الحفظ و الاتقان  
فقہاء عارفین باجتنا والاحکام من ثمرات الفاظ فالاسترواح الی  
حدیث الفقہاء اولی الخ

دو دھندوں میں سے ایک حدیث کے راوی دوسری حدیث کے راویوں کے ساتھ حفظ و اتقان میں مساوی ہونے کے علاوہ فقہاء ہوں اور الفاظ کے میوؤں سے احکام چنے اور حاصل کرنے کے عارف ہوں تو ان کی حدیث کی طرف رجوع کرنا اولیٰ ہے۔

(کتاب الاعتبار ص 15 بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ)

### علامہ ابن جوزی جنبلی کا حوالہ:

علامہ عبد الرحمن بن الجوزی الحنبلی فرماتے ہیں۔

اعلم ان فی الحدیث دقائق و افات لا یعرفہا الا لعلماء الفقہاء

تأرة فی نقولہا و تأرة فی کشف معنیہا

تو جان لے کہ حدیث میں بڑی باریکیاں اور پیچیدگیاں ہوتی ہیں جن کو صرف وہ علماء پہچان سکتے ہیں جو فقہاء ہوں کبھی تو ان کی روایت نقل میں اور کبھی ان کے معانی کے کشف میں یہ دقائق و افات ہوتی ہیں۔ (دفع شبہ التشیہ ص 26 بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ)

### 5- طبقات سبکی کا حوالہ:

علامہ سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوالحسن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ منصور بن اسماعیل جو صاحب المذہب تھے فرماتے ہیں۔

عاب التفقة قوم المقول لهم و ما عليه اذا عابوه من ضرر	ما ضر شمس الضحى وهي طالعة ان لا يرى ضوءها من ليسى ذا بصير
--	---

یعنی فتنہ حاصل کرنے کو ان لوگوں نے معیوب قرار دیا جو عقل سے محروم ہیں اور ایسے لوگوں کے علم فتنہ پر عیب لگانے سے کوئی ضرر نہیں اگر کوئی نابینا آفتاب کو جو آب و تاب سے طلوع ہو چکا ہو نہیں دیکھتا تو اس سے آفتاب کی روشنی کو کیا نقصان ہوتا ہے۔

(طبقات سبکی ج 2 ص 317 بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ فقہاء کی بات کا اعتبار کر لیا جائے گا نہ کہ بعض اہل لغت کا اور فقہاء مہذہب کا معنی جانور کی عمر سے کرتے ہیں نہ کہ دندہ اسے۔

لغت کے اعتبار سے شمی و مسئلہ کا صحیح معنی:

جیسے کہ ہم نے شروع میں یہ بات کہی تھی کہ اہل لغت میں بھی اختلاف ہے بعض نے کچھ اور

بعض نے کچھ معنی لکھے ہیں۔ ہم یہاں پر بعض اہل لغت سے شنی اور منہ کا معنی نقل کرتے ہیں۔

لغت کی مشہور کتاب لسان العرب کا حوالہ۔

لسان العرب کے مصنف ”منہ“ کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الثنی من الابل الذی یبلیق ثنیثہ

اونٹ کا سنہ وہ ہوتا ہے جو دودھ کے دانت گرا دے۔

وقبل کل ما سقطت ثنیثہ من غیر انسان ثنی اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ جانور جو دودھ کے دانت گرا دے وہ ثنی ہے ہوا انسان کے۔

و علی مذہب احمد بن حنبل ما دخل من المعز فی الثانیۃ من

البقر فی الثالثۃ۔

امام احمد بن حنبل کے مذہب میں منہ بکری کا وہ ہوتا ہے جو ایک سال کامل کا ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو جائے اور گائے کا سنہ دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو جائے۔ (لسان العرب)

لسان العرب جو لغت کی مشہور کتاب ہے اس میں جو منہ کی تعریف کی گئی ہے ان میں سے ایک عبارت میں بھی منہ کا معنی دو نڈا نہیں کیا۔ (بحوالہ قربانی کے چار دن پر ایک تحقیقی مہرہ) بعض غیر مقلد علماء نے بھی منہ اور جندہ سے جانوروں کی عمر پر مراد لی ہے۔

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ امر تری کا حوالہ:

مولانا ثناء اللہ ایک سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے اس میں لکھتے ہیں۔

اور سن بکری کا ایک سال۔ یعنی ایک سال پورا، اور دوسرا شروع اور گائے اور بھینس کا دو سال یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع اور اونٹ کا پانچ سال اور چھٹا شروع ہونا چاہئے۔ اور بھیل ایک سال سے کم کا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ خوب موٹا اور تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ سال سے کم کی قربانی نہ کرو اور ضرورت کے وقت بھیل کا جندہ کر لو۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یأجوز الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذ یحوا جذعۃ من الصنکان رواہ الجماعة الا البخاری کذا فی منتقی الاخبار۔

منہ ہر جانور میں سے شنی کو کہتے ہیں اور شنی کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کا ہو اور دوسرا شروع اور گائے بھینس میں جو دو سال کا ہو اور تیسرا شروع اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو چھٹا شروع ہو۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 803 باب پنجم کتاب الحج مطبوعہ مکتبہ اشباح الحدیث اردو بازار لاہور)

## مسئلہ نمبر 7: خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چنگبرے اور سینگوں والے لموٹے تازے خصی جانوروں کی قربانی کی۔

(سنن الکبریٰ متنی ص 268 جلد 19 ابوداؤد باب باستحب من الغنما یا)

## مسئلہ نمبر 8: قربانی صرف تین دن تک کرنی جائز ہے

حدیث:

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قربانی دو دن تک درست ہے بعد عید الاضحیٰ کے۔ (سنن الکبریٰ ج 9 ص 297) (موطاء امام مالک مترجم علامہ وحید الزماں ص 370 و ص 371 کتاب النحر) (مشکوٰۃ مترجم ج 3 ص 313 باب فی الاضحیۃ تیسری فصل)

حدیث:

حضرت زمر بن حبیش اور عبادۃ بن عبداللہ اسدی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے قربانی کے دن تین ہیں ان میں پہلا دن سب میں سے افضل ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج 21 ص 148-147) (تفسیر ابن کثیر حرم (سنن الکبریٰ ج 9 ص 297)

حدیث:

حضرت معاویہ بن صالح سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت ابوہریرہ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔ (بخاری ابن حزم ج 7 ص 377)

حدیث:

وکیع نے شعبہ سے نقل کیا ہے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قربانی دس گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے۔ (بخاری ابن حزم ج 7 ص 377) (سنن الکبریٰ ج 2 ص 297)

حدیث:

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ (عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج 21 ص 147) (بخاری ابن حزم)

قرآن کریم کی روشنی میں اس مسئلہ کی کچھ وضاحت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ فَاَكْلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ۔

اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا حق رہہ دنوں میں ان بے زبانوں چوپایوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس خود بھی کھاؤ ان سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو۔ (سورۃ الحج آیت نمبر 28)

اس آیت میں ایام معلومات کا ذکر آیا ہے ہم مفسرین سے معلوم کرتے ہیں کہ ان سے کون کون سے دن مراد ہیں۔

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ معلومات سے مراد قربانی کے ایام ہیں اور قربانی پہلے دن جو کہ عید کا دن ہے۔ دوسرے دن اور تیسرے دن ہو سکتی ہے جو تھے دن قربانی نہیں ہوتی۔ اس پر ہمارے علماء کا اجماع ہے پس چوتھا دن رب کریم کے ارشاد گرامی ”معلومات“ میں شامل ہی نہیں اس لئے کہ اس میں قربانی نہیں کی جاتی۔ چونکہ چوتھے دن (تیسرے دن ذی الحجہ کو) رمی جمار کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ رمی کے سبب صرف یوم معدوہ ہے اور غر (قربانی) نہ ہونے کی وجہ سے وہ یوم معلوم نہیں۔ (تفسیر قرطبی ج 2 ص 3) (احکام القرآن ج 5 ص 316)

امام ابوبکر جصاص رازی لکھتے ہیں۔

جب یہ ثابت ہوا کہ قربانی ان اوقات میں جائز ہے جن پر لفظ ایام کا اطلاق کیا گیا اور کم از کم تعداد جس کو لفظ ایام شامل ہے وہ تین دن ہے تو تین قطعی طور پر ثابت ہو گئے اور تین سے زائد کسی دن پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی چنانچہ تین سے زائد کسی دن قربانی کرنا ثابت نہ ہوا۔

(احکام القرآن ج 3 ص 235 مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

مسئلہ نمبر 9: جہاں پر عید کی نماز ہوتی ہے وہاں پر قربانی عید کی

نماز کے بعد کرنی چاہئے

حدیث:

سیدنا جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے قربانی کا گوشت دیکھا (جو نماز سے قبل

ذبح کی گئی تھی) تب آپؐ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی (ذبح) کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ (بخاری ج 2 ص 834 کتاب الاعتاق باب من ذبح قبل الصلوة اعادہ)

## مسئلہ نمبر 10: قربانی دن رات کرنی جائز ہے

حدیث:

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قربانی عید الاضحیٰ کے دن کے بعد دو دن ہے۔ (موطامام ہاک 497)

حدیث:

حضرت زہر بن حبیش اور عبادہ بن عبداللہ اسدی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے قربانی کے دن تین ہیں ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ (صحیح ابن جریر ص 40)

ان روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی روایات ہیں جس میں تین دن قربانی کا ذکر ہے کچھ مسئلہ نمبر ۸ کے تحت گزر چکی ہے۔ محدثین اور فقہائے کرام نے ایسی تمام روایات سے دن اور رات دونوں مراد لئے ہیں)

قرآن کی روشنی میں بھی رات اور دن دونوں کو ہی شمار کیا جاتا ہے۔ سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 آیت نمبر 41 میں ہے۔

قَالَ أَيُّنَاكَ أَلَّا تَشْكُرَ النَّاسُ ثَلَاثَةً أَيَّامًا ۖ إِلَّا وَضَرًا

اللہ نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ نہیں تو کام کر سکے گا لوگوں سے تین دن گرا اشارے سے۔

دوسری آیت:

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً قَالَ أَيُّنَاكَ أَلَّا تَشْكُرَ النَّاسُ ثَلَاثَ لَيَالٍ

سُوْرًا۔ (پارہ نمبر 6 سورۃ مريم آیت نمبر 10)

ذکر کیا نے کہا اے میرے رب تو ٹھہرا دے میرے لئے کوئی نشانی اللہ نے فرمایا تیری نشان ہے یہ کہ نہیں تو بات کر سکے گا لوگوں سے تین راتیں شدت کی باوجود۔  
اس آیت سے معلوم ہوا کہ رات کو بھی دن ہی میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اوپر والی آیت میں ثلث ایام آیا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں (شامی) (احکام و تاریخ قربانی ص 42)  
مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی لکھتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے۔ قربانی کرے، چاہے دن میں چاہے رات، لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو اور اگر خوب زیادہ روشنی ہو جیسا کہ شہر میں بجلی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔  
(عالمگیری بصرہ) (بحوالہ فضائل و مسائل قربانی ص 30)

مفتی شہید احمد صاحب پیروری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 38: دس ذی الحجہ سے نماز عید کے بعد بارہ ذی الحجہ غروب آفتاب تک قربانی دینے کا وقت ہے چاہے رات کو ذبح کرے چاہے دن کو۔ (مسائل قربانی ص 14)

## مسئلہ نمبر 11: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چت کبرے میں بھینگ دیا قرآن کی آیت کے اپنے ہاتھ سے دونوں کو ذبح کیا۔ بسم اللہ اللہ اکبر تکبیر پڑھی اور اپنا

کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

کیا سب گھروالوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے؟

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے سورۃ انا عطایناک میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ فصل لربک والنحر تو آپ نماز پڑھیں اپنے رب کے لئے اور قربانی کریں۔

اسی طرح دوسری آیت میں آتا ہے۔

فَلْإِنْ صَلَائِكَ وَنُسُكِيَّ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

کہہ دیجئے یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے نہیں کوئی شریک اس کا اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (پارہ 8 سورۃ الانعام آیت نمبر 162-163)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ اور آپ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو جامع ترمذی ابواب الاضاحی باب ماجاء ان الشاة الواحدة) اور مسلمانوں کو اس کی تاکید بھی فرماتے تھے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ ہمیشہ قربانی کرتے تھے دو (2) مینڈھوں کی ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے سولوگوں نے ان سے کہا کہ کیوں ایسا کرتے ہیں آپ تو جواب دیا انہوں نے کہ حکم کیا مجھ کو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا پس نہ چھوڑا وہاں گائیں اسے کھئی۔

(ترمذی، مترجم جلد اول ص 563 علامہ بدیع الزماں فیہ مقلد ابواب الاضاحی باب فی الاضاحی یکشیئین)

پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا۔ (بخاری کتاب الاضاحی باب التمر عند الذبح ج 2 ص 835)

## مسئلہ نمبر 12: کیا سب گھروالوں کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہے

اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہر صاحب نصاب عاقل، بالغ پر قربانی کرنا واجب ہے اگر ایک گھر میں کئی صاحب نصاب موجود ہوں تو سب پر الگ الگ قربانی کرنا واجب ہوگا اگر ایک ہی ایسا شخص موجود ہے جو صاحب نصاب ہو تو پھر وہ ایک ہی قربانی کرے گا۔ چلو اگر یہ کہتے ہیں کہ ایک گھر کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہوتی ہے چاہے کتنے ہی صاحب نصاب اس گھر میں رہتے ہوں۔ وہ لوگ یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

روایت ہے عطاء بن یسار سے کہ کہتے تھے پوچھا میں نے ابویاب سے کہ کیونکر ہوتی تھیں قربانیاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو کہا انہوں نے ایک آدمی قربانی کرتا تھا ایک بکری اپنی طرف سے اور اگلے گھر والوں کی طرف سے سو آپ بھی کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے یہاں تک کہ فخر کرنے لگے سو ہو گئی جیسے تو دیکھتا ہے یعنی بہت جانور قربانی کرنے لگے۔ (ترمذی، مترجم علامہ بدیع الزماں ج 1 ص 566) امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اور بعض علماء نے کہا یہ کہ نہیں کافی ہے ایک بکری مگر ایک آدمی کو اور یہی قول ہے عبداللہ بن مبارک اور سوان کے اور علماء کا۔

امام ترمذی کی اس بات سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے جو علماء یہ کہتے ہیں کہ قربانی ہر مسلمان، عاقل، بالغ، بالغ پر واجب ہوتی ہے جس کی ملکیت ساڑھے ہاون تو لے چاندی یا اس کی قیمت کا مال ہو یعنی صاحب نصاب ہو ان کی بات زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے ان



اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ صحابہ کو قربانی کرنے کا حکم دیتے تھے۔

امام بخاری کتاب الاضاحی باب اھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکثیرین اقرنین ویدکرسمینین میں نقل کرتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہیں میں نے ابوامامہ بن سہل سے سنا وہ کہتے تھے ہم مدینے میں قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر مونا کیا کرتے، دوسرے مسلمان بھی ایسا ہی کرتے۔

**حدیث:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں طاقت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(مسند احمد جلد 2 ص 321)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اس شخص پر قربانی واجب ہے جو طاقت رکھتا ہو۔

**حدیث:**

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا شے ہے آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے) صحابہ نے عرض کیا تو اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہر مال کے عوض ایک نیکی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں نہ دے تو آپ نے فرمایا تب بھی ہر مال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔ (مشن ابن ماجہ ص 26 ابواب الاضاحی باب ثواب الھیۃ)

**حدیث:**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے دن اللہ کو خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن

اپنے سینک اور کھروں سمیت آئے گا خون زمین پر گرنے سے پہلے یہ اللہ کے ہاں ایک بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے تو تم اس قربانی سے دلی خوشی محسوس کرو۔

(ترمذی ابواب الاضاحی باب ما جاء فی فضل الھیۃ)

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک:**

احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو چنگر سے دے بے ذبح کئے۔

(بخاری کتاب الاضاحی باب غیر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے سات اونٹ نحر کئے (بخاری کتاب الحج باب من خر بیدہ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے تریبہ اونٹ نحر کئے۔

(مسلم کتاب الحج باب یذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔ (بخاری ج 1 ص 231 مسلم ج 1 ص 424)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر ہے جس میں آتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن ایک گائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ذبح فرمائی۔ (مسلم ج 1 ص 424 و مشکوٰۃ ج 1 ص 231)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ آپ نے حیتہ الوداع کے موقع پر اپنی آل کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ (ابوداؤد ج 1 ص 424)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوا ونوں کی قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ (بخاری ج 1 ص 232، مجمع الزوائد ج 4 ص 22-21) میں روایت آتی ہے جس میں آتا ہے کہ آپ نے قربانی کرنے کے بعد فرمایا اے اللہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ آپ کا عمل ہر مسلمان کے لئے ہے اگر اللہ نے طاقت دی ہے تو ضرور عمل کرے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ خریدا اور سات آدمیوں کی طرف سے بٹیا گائے کی قربانی کی۔ (مسلم باب جواز الاشتراک فی الہدی)

#### حدیث نمبر 4:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج اور عمرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور سات سات آدمی ایک قربانی میں شرکت ہو گئے تھے۔ ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ جس طرح قربانی کے اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں کیا اسی طرح بعد کے خریدے ہوئے اونٹ میں بھی شریک جائز ہے انہوں نے کہا پہلے سے اور بعد میں خریدے ہوئے دونوں کا حکم ایک ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیبیہ میں موجود تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے ستر (70) اونٹ ذبح کئے اور ہر اونٹ میں سات شریک تھے۔ (مسلم اشتراک فی الہدی)

#### مسئلہ نمبر 14: کیا اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا

##### سنت ہے

بعض حضرات اس مسئلہ پر کافی زور دیتے ہیں کہ اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا سنت ہے۔ وہ اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے جو حدیث پیش کرتے ہیں ہم اس کو یہاں پر نقل کر کے اس کا جواب عرض کرتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا ہدیه بن عبد الوہاب انبا الفضل بن موسیٰ انبا الحسین بن واقد عن علیاء بن احمر عن عکرمہ عن ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ ﷺ فی سفر فحضر الاضعی فاشتروا کنا فی الجزور عن عشرة

ان دلائل کے ہوتے ہوئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پورے گھر کی طرف سے صرف ایک بکری ذبح کرنا کافی ہے۔ چاہے اس گھر کے تمام افراد صاحب نصاب ہوں۔ درست معلوم نہیں ہوتا۔ روایت میں یہ جو آیا ہے کہ پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کی گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ سب گھر والوں کو اس کے ثواب میں شریک کیا گیا۔

#### مسئلہ نمبر 13: اونٹ اور گائے میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں

##### حدیث نمبر 1:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا تلبیہ کہتے ہوئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔ (مسلم باب جواز الاشتراک فی الہدی)

##### حدیث نمبر 2:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کئے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔ (ترمذی ج 1 ص 180)

اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور اس پر عمل ہے علما صحابہ وغیرہم کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد (کا)۔

(ترمذی مترجم علامہ دبیج انما ج 1 ص 565)

##### حدیث نمبر 3:

والبقوة عن سبعته۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ کا دن آگیا تو ہم نے اونٹ میں دس حصے اور گائے میں سات حصے کئے۔

(سنن ابن ماجہ، باب: عن کم تجزى البدنة والبقوة، حدیث: ۹۱۷)

اس حدیث کے کئی جوابات ہیں:

جواب نمبر ۱:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی فضل بن موسیٰ ہے جو کہ ضعیف نہیں ہے۔ علامہ ذہبی (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۶۰) میں نقل کرتے ہیں:-

یروی عن صغار التابعین ما علمت فیہ لیناً الا ماروی عبد اللہ بن علی المدینی. سمعت ابی و سئل بن ابی تمیلة والسینانی فقدم اباً تمیلة وقال روى الفضل احاديث من اكبر۔

وہ چھوٹے تابعین سے روایت کرتے ہیں میں اس کے بارے میں نہیں جانتا مگر وہ جو عبد اللہ بن علی المدینی روایت کرے، میں نے اپنے والد سے سنا کہ ان سے ابوتیمیلہ اور سینانی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ابوتیمیلہ کو مقدم گردانا اور کہا کہ فضل نے منکر احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نقل کرتے ہیں:

قال عبد الله بن علي بن المديني سألت ابي عن حديث الفضل بن موسى عن معمر عن ابن طائوس عن ابيه عن ابن الزبير قال قال رسول الله ﷺ من شجر سيفه فرمه بدء فقال منكر ضعيف وقال عبد الله ايضا سألت ابي عن الفضل و ابى تميلة فقدم اباً تميلة وقال روى الفضل من اكبر۔ (تہذیب التہذیب، ج ۸ ص ۵۹۷)

عبد اللہ بن علی بن المدینی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے فضل بن موسیٰ عن معمر والی حدیث کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ منکر اور ضعیف اور عبد اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے فضل اور ابوتیمیلہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ابوتیمیلہ کو مقدم گردانا اور فرمایا کہ فضل نے منکر احادیث روایت کی ہیں۔

جواب نمبر ۲:

اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی حسین بن واقد ہے جو ضعیف بھی ہے اور مدلس بھی اور غیر مقلدین کے نزدیک مدلس کا عن سے روایت کرنا قابل قبول نہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں ثقلة له او باہر۔  
ثقة ہے مگر وہی ہے (تقریب ۱۳۵۸)

۲۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں: "استنکر احمد بعض حدیثہ"  
امام احمد نے اس کی بعض احادیث کو منکر قرار دیا ہے۔ (المغنی فی الاطعماء ج ۱ ص ۲۶۹)  
۳۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:-

قال عبد الله بن احمد عن ابيه ما انكر حديث حسين بن واقد عن ابي المنيب وقال العقيلي انكر احمد بن حنبل حديثه۔  
عبد اللہ بن احمد اپنے والد (امام احمد بن حنبل) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حسین بن واقد کی حدیث کا انکار کیا ہے اور عقیلی نے فرمایا ہے کہ احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کا انکار فرمایا ہے۔

(تہذیب ج ۲ ص ۷۴۳)

۴۔ امام ابن احباب فرماتے ہیں:

ربما اخطاء في الروايات۔ بسا اوقات وہ روایات میں خطا کر جاتا ہے۔

(تہذیب ج ۲ ص ۷۴۳)

۵۔ قال الاثرم قال احمد في احاديث زيادة ما ادرى ابى شيعة هي ونقض يده۔ (تہذیب ج ۲ ص ۲۴۴)

”امام اثرم نے کہا ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ اس کی احادیث میں زیادتی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کون سی چیز ہے۔ اور امام احمد نے اپنے ہاتھ کو مارا۔“

۶۔ قال الساجي فيه نظر وهو صدوق بعمر۔ (تہذیب ج ۲ ص ۲۴۳)

امام ساجی فرماتے ہیں اس میں نظر ہے اور وہ سچے ہیں البتہ اس پر تہمت ہے۔

۷۔ ایک روایت میں ہے کہ حدثنا احمد بن احمدة بن خزيمة قال سمعت احمد بن حنبل وقيل له في حديث ايوب عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ في المبلقة فأنكره ابو عبد الله وقال من ردى هذا قيل له الحسين بن واقد فقال بيده وحرک داسہ کا نہ لم يرضه۔

(کتاب المغنا، الکبير ج ۱ ص ۲۵۱)

احمد بن احمدة بن خزيمہ نے فرمایا میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہ ان سے پوچھا گیا ایوب عن نافع عن ابن عمر کی حدیث میں تو ابو عبد اللہ نے انکار کیا اور پوچھا کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے تو کہا گیا ”حسین بن واقد“ نے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنے سر کو ہلایا گویا کہ انہوں نے عدم رضامندی کا اظہار کیا۔

۸۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حدثني الخضر بن داود قال حدثنا احمد بن محمد قال ذكر ابو عبد الله حسين بن واقد فقال: واحاديث حسين ما اري ابى شي ع بهي ونقض يده۔ (کتاب المغنا، الکبير ج ۱ ص ۲۰۱)

خضر بن داؤد نے مجھے کہا کہ ہمیں احمد بن محمد نے بتایا کہ ابو عبد اللہ حسین بن واقد کا ذکر کیا اور کہا کہ حسین کی احادیث میں میں نہیں خیال نہیں کرتا کہ وہ کیا ہے اور اپنے ہاتھ کو مارا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدوں کا اس روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

جواب نمبر ۳:

صحیح مسلم میں ایک قولی حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

حدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا ابو خيثمة عن ابى الزبير عن جابر ح و حدثنا احمد بن يونس حدثنا زبير حدثنا ابو الزبير عن جابر بن عبد الله قال خرجنا مع رسول الله ﷺ مهللين بالحج فامرنا رسول الله ﷺ ان نشترك في الابل والبقر كل سبعة منأ في بدنة۔

”حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا تلبیہ کہتے ہوئے گئے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوں جائیں۔“ مسلم باب جواز الاشتراك في الهدى۔

اب یہاں پر قول اور فعل کے درمیان تعارض آ گیا اور اصولیین کے نزدیک جب قولی اور فعلی حدیث کے درمیان تعارض آ جائے تو ترجیح قول کو ہوتی ہے جیسا کہ علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ

”تعارض القول والفعل والصحيح حينئذ عند الاصوليين ترجيح القول۔“ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۲)

جب قول اور فعل کا تعارض ہو تو اصولیین کے ہاں صحیح بات یہ ہے کہ ترجیح ”قول“ کو دی جاتی ہے۔

جواب نمبر ۴:

تعجب ہے غیر مقلدوں پر کہ ان کے نزدیک صحابہ کرامؓ کے اقوال اور افعال حجت نہیں لیکن پھر بھی وہ عبد اللہ ابن عباسؓ کا یہ ضعیف اثر دلیل بناتے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر تعجب اس بات پر ہے کہ جب حج کے دوران کسی پر دم لازم آ جائے اور وہ اونٹ کی قربانی کرے تو سات حصے مانتے ہیں اور قربانی کے اونٹ کے دس حصے مانتے ہیں۔

جواب نمبر ۵:

یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کے نسخ و احادیث ہیں جس میں سات آدمیوں کی صراحت ہے مثلاً حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نحر نامع رسول اللہ ﷺ بالحدیبیۃ البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة۔ (ترمذی ص ۱۸۰ ج ۱)

یعنی ہم نے حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کئے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے علمائے صحابہ وغیرہم کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک کا اور شافعی اور احمد (کا)۔

(ترمذی مترجم علامہ بدیع الزماں ج ۱ ص ۵۲۵)

حدیث نمبر ۲: حدیثی محمد بن حاتم حدیثنا وکیع حدیثنا عذرة بن ثابت عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ قال حججنا مع رسول اللہ ﷺ فنحرنه البعیر عن سبعة والبصرة عن سبعة۔

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا، سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کو خیر کیا اور سات آدمیوں کی طرف سے ہی گائے کی قربانی کی۔ (مسلم شریف، باب: جوار الاضراک فی الہدی)

حدیث نمبر ۳: حدیثی محمد بن حاتم حدیثنا یحییٰ بن سعید عن ابن جریج قال اخبرنی ابو الزبیر عن جابر بن عبد اللہ ﷺ قال اشتد کنا مع النبی ﷺ فی الحج والعمرة کل سبعة فی بدنة فقال رجل الجابر ﷺ ایشتراک فی البدنة ما یشتوک فی الجزور قال ما ہی الا من البدن وحضر جابر حدیبیۃ قال نحرنه یومئذ سبعین بدنة اشتد کنا کل سبعة فی بدنة۔

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج اور عمرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سات سات آدمی ایک قربانی میں شریک ہو گئے تھے۔ ایک شخص نے حضرت جابر سے دریافت کیا کہ جس طرح قربانی کے اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں کیا اسی طرح بعد کے خریدے ہوئے اونٹ میں بھی شرکت جائز ہے۔ انہوں نے کہا پہلے سے اور بعد میں خریدے ہوئے دونوں اونٹوں کا حکم ایک ہے، حضرت جابر حدیبیہ میں موجود تھے، حضرت جابر نے کہا کہ ہم نے ستر اونٹ ذبح کئے اور ہر اونٹ میں سات آدمی شریک تھے۔

(مسلم شریف، باب اشتراک فی الہدی)

### فتاویٰ علمائے حدیث کا حوالہ

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۵۰، ج ۱۳ میں ہے صحیح بخاری و مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت جابر عبد اللہؓ سے روایات ہے امرنا رسول اللہ ﷺ ان نشتوک فی الابل والبقرۃ منافی بدنة۔ ”ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنتہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔

جواب نمبر ۶:

اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ یہ روایت ثابت ہے تو اس سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض صحابہ نے ایسا کیا۔ یہ صحابہ کرامؓ نے اپنی رائے اور اجتہاد سے کیا جیسے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ غنیمت کی تقسیم میں ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کو شمار کیا تو انہوں نے ایک اونٹ کو قربانی میں دس بکریوں کے قائم مقام بنایا۔ لہذا یہ ان کا اجتہاد تھا۔ اس کے مقابل میں ہمارے پاس مرفوع حدیث ہے۔ اس لئے اس کے مقابل میں موقوف اجتہاد قبول نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر ۷:



امام ترمذیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اور حدیث ابن عباسؓ کی حسن ہے غریب ہے۔ نہیں پہچانتے ہم اس کو مگر فضل بن موسیٰ کی روایت سے۔

(ترمذی مترجم علامہ بدیع الزماں غیر مقلد ج ۱ ص ۵۶۵)

جواب نمبر ۸:

یہ سفر کا واقعہ ہے اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے اگر وہ کچھ بھی نہ کرتے تو ان پر کچھ گناہ نہ تھا ایسی طرح اگر وہ دس میں شریک ہوں تو بھی ان پر کچھ الزام نہیں ہے۔

## مسئلہ نمبر 15: قربانی کو اچھے انداز سے ذبح کرنا چاہئے

حدیث نمبر 1:

شہداء بن اوس سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) دو باتیں میں نے یاد رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور کھانے کے جو کوئی ذبح کرنا چاہے وہ چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو آرام دے (اور یہی مستحب ہے کہ چھری جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور نہ نایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے اور نہ ذبح کرنے کے لئے کھینچ کر لے جائے)۔ (مسلم شریف مترجم جلد نمبر 5 ص 209 ترجمہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد کتاب الصيد والذباج باب الامر باحسن الذبح والقتل وتجدید الشفرة)

حدیث نمبر 2:

ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک مینڈھا سنگ دار لانے کا جو چلتا ہو سیاہی میں اور بیٹھتا ہو سیاہی میں۔ اور دیکھتا ہو سیاہی

میں (یعنی پاؤں اور پیٹ اور آنکھوں کے گرد سے سیاہ ہو) پھر لایا گیا ایک مینڈھا قربانی کے لئے آپؐ نے فرمایا اے عائشہ چھری لا پھر فرمایا تیز کر لے اس کو پتھر سے تیز کر دی پھر آپؐ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا اس کو لایا پھر اس کو ذبح کیا پھر فرمایا بسم اللہ یا اللہ قبول کر محمد ﷺ کی طرف سے اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے پھر قربانی کی اس کی۔

حدیث نمبر 3:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنا پاؤں بکری کے سینے پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اس کو دیکھ رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تو نے پہلے ہی چھری کو تیز کیوں نہ کیا تو اس کو دو بار مارنا چاہتا ہے۔ (ترغیب وترغیب مترجم جلد 1 کا دوسرا حصہ ص 903 باب التہیب من امثلة الجیوان)

## جانور کو گھسیٹنا اور تکلیف پہنچانا

حدیث نمبر 4:

حضرت ابن مسرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بکری کا پیر پکڑ کر ذبح کرنے کے واسطے اس کو گھسیٹ کر لے جا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو موت کی طرف اس کو اچھی طرح سے ہانک۔ (ترغیب وترغیب جلد اول کا حصہ دوسرا ص 905 ترجمہ مولانا عبد القہار مطبوعہ محمدی مسجد کراچی)

## مسئلہ نمبر 16: تکبیر پڑھ کر ذبح کرنا

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی دو مینڈھوں

## قربانی کے پاس حاضر ہونے کی حدیث:

امام مندری شافعی نقل کرتے ہیں ابوالقاسم اصہبانی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس موجود رہو کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کے گرتے ہی تمہارے سارے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ قربانی خون اور گوشت سمیت ستر مرتبہ بڑھا کر لائی جائے گی اور تمہارے میزان میں رکھی جائے گی۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ صرف آل محمد ﷺ کے واسطے ہی خاص ہے کیونکہ وہ خاص خوبیوں کے لائق ہیں جن کے ساتھ وہ مخصوص کئے گئے ہیں یا یہ فضیلت آل محمد ﷺ اور سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ فرمایا آل محمد ﷺ کے لئے خصوصاً اور سب مسلمانوں کے لئے عموماً یہی ثواب ہے۔

ہمارے بعض مشائخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ واللہ اعلم (ترغیب و ترہیب مترجم مولانا عبدالقہار جلد اول کا دوسرا حصہ ص 900 نمبر 901)

اس حدیث سے قربانی کے پاس حاضر ہونے کا جواز نکلتا ہے۔ جو فقہاء ضروری نہیں سمجھتے وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں آپ کا اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپ کی ازواج مطہرات وہاں پر موجود نہیں تھیں بلکہ انہیں قربانی کا گوشت ملنے پر اس قربانی کی اطلاع ہوتی۔ (دیکھئے بخاری شریف)

## مسئلہ نمبر 18: اونٹ کو فخر کرنے کا طریقہ

حدیث:

عبدالرحمن بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب اونٹ کا بایاں پاؤں باندھ کر کھڑا کرتے تھے۔ (ابوداؤد مترجم علامہ وحید الزماں ج دوم ص 31 کتاب الصحا یا باب کیف تحرم البدن)

کی جو سفید تھے یا سفید اور سیاہ سینک دار آپ نے ذبح کئے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے اور سلم اللہ کہی اور تکبیر کہی اور پاؤں رکھان کی گردن پر کاٹتے وقت تاکہ جانور اپنا سر نہ ہلا سکے اور تکبیر نہ پائے۔ (مسلم مترجم علامہ وحید الزماں ج 5 ص 216-217، کتاب الاضانی باب استقباح الضحیہ و ذبحها مباشرة بالانکس و اسمیہ والتبیر)

## مسئلہ نمبر 17: جس کی طرف سے قربانی کی جائے ذبح کے

### وقت اس کا ذکر کرنا

حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا بقر عید میں عید گاہ میں، جب آپ خطبہ پڑھ چکے تو منبر پر سے اترے اور ایک مینڈھا آیا آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا یا بسم اللہ اللہ اکبر یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں سے اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

(ابوداؤد اور مترجم علامہ وحید الزماں ج دوم ص 413 کتاب الاضانی باب فی الشاة یعنی بجان جماعت) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ثواب میں دوسرے آدمی کو شریک کیا جا سکتا ہے بلکہ کئی آدمیوں کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔ دوسرے ایسا کہنا ضروری نہیں یعنی فرض واجب یا سنت موکدہ وغیرہ نہیں ہے صرف مستحب عمل ہے۔ (دیکھئے نووی شرح مسلم)

مسئلہ: اسی مسئلہ سے ملتا جلتا ایک مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی قربانی خود نہیں کر سکتا کیا اس کا قربانی کرتے وقت اپنی قربانی کے پاس کھڑا ہونا ضروری ہے۔

اس بارے میں احادیث دونوں قسم کی ہیں جس کی وجہ سے فقہاء نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر ایسا شخص اپنی قربانی کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔ ضروری نہیں۔

## مسئلہ نمبر 19: قربانی کے جانور میں سے اگر بچہ نکل آئے تو اس کا حکم

اس مسئلہ کی دو شکتیں ہیں۔

پہلی شق: اگر بچہ زندہ نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے۔

دوسری شق: اگر بچہ مردہ نکل آئے تو اس کا حکم کیا ہے۔

پہلی شق کے متعلق فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اس کو بھی ماں کی طرح ذبح کر دیا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ذبح کرنے کا حکم فرماتے ہیں دیکھئے فقہ حنبلی کی مشہور کتاب المغنی ابن قدامہ ج 13 ص 310 جمہور فقہاء بھی یہی فرماتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ کے متعلق علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 620ھ فرماتے ہیں عن ابی حنیفۃ لا یذبحہ و یدفعہ الی المسکین حیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو ذبح نہ کرے بلکہ وہ زندہ ہی مسکین کو دے دے۔ (المغنی ج 13 ص 375)

امام صاحب کے اس قول سے ذبح کرنے کی نفی نہیں ہوتی آپ کے نزدیک ذبح کرنا بھی ہے۔

دوسری شق کے متعلق فقہائے کرام کے دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ مردہ بچہ جو بکری، گائے، بھینس، بھینڑ اور اونٹنی وغیرہ کے پیٹ سے نکلا ہے اس کا کھانا جائز ہے ماں کے حلال کرنے سے وہ مردہ بچہ بھی حلال ہی سمجھا جائے جو فقہاء کھانے کے قائل ہیں ان میں بھی یہ اختلاف ہے کہ وہ بچہ مکمل ہو اور اس پر بال آگئے ہوں بعض کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں مطلقاً کھانا جائز ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے۔ موطا امام محمد میں ہے۔

ابو حنیفہ کان یکروہ اکلہ حتی یخرج حیاً فیذکی  
لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ سوائے اس کے وہ زندہ نکل آئے تو ذبح کیا جائے۔ (موطا امام محمد ص 339)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہائے کرام جو اس مردہ بچے کو جو ماں کے پیٹ سے نکلا ہے کھانے سے منع کرتے ہیں ان کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔  
پہلی دلیل:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

تم پر حرام کئے ہیں مردار جانور۔ (پارہ نمبر 2 سورۃ بقرہ آیت نمبر 173)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردار کھانے سے منع فرمایا اور یہ بھی مردار ہے اس لئے یہ بھی منع ہے۔ مردار وہ جانور ہے جس کا ذبح کرنا فرض ہو، اور وہ بغیر ذبح کے مر جائے۔

دوسری دلیل:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

تم پر حرام ہے مردار جانور۔ (پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 3)

تیسری دلیل:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً

میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو۔ (پارہ نمبر 8 سورۃ انعام آیت نمبر 145)

چوتھی دلیل:

سوتم کھاؤ اس جانور میں سے جس پر نام لیا گیا ہو اللہ کا اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 119)

قرآن حکیم میں اس قسم کی بہت سے آیات ہیں جن میں مردار جانور کو کھانے سے منع کیا گیا ہے۔  
آٹھویں دلیل:

حدیث:

حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا جب تو اللہ کا نام لے کر تیرا مارے اور پھر وہ جانور اگر تجھے مرا ہوا ملے تو تو اس کو کھالے ہاں مگر جب یہ جانور پانی میں گر پڑے اور معلوم نہ ہو کہ یہ پانی میں گرنے یا تیر کے صدمہ سے مرا تو تو اسے مت کھا۔

(سنن نسائی کتاب الصيد والذبائح باب فی الذی یری الصيد فیفتح فی السماء)

پس آپ نے زہوق حیات کے سبب میں شک و واقع ہونے کے وقت اکل صید کو حرام قرار دیا ہے اور بالکل یہی بات جنین میں موجود ہے کہ کچھ پتہ نہیں کہ وہ ذبح ام کی وجہ سے مرا ہے یا سانس گھٹ جانے کی وجہ سے مرا ہے۔

نویں دلیل:

حدیث:

عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

احلت لنا میتتان و دمان فاما المیتتان فاللحوت و الجدا و اما الدمان فالکبد و الطحال  
میرے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں دو مردار سے مرد تو بھلی اور مڈی

انما حرم علیکم المیتہ  
تم پر حرام کئے ہیں مردار جانور۔ (پارہ نمبر 14 سورۃ النحل آیت نمبر 115)

پانچویں دلیل:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَا اُھْلَ لِغَیْرِ اللّٰهِ  
بِهٖ وَ الْمُنْحَقَةُ وَ الْمَوْقُوذَةُ وَ الْمُتَرَدِّیَةُ وَ النِّطِیْحَةُ وَ مَا اَكَلَ السَّبْعُ اِلَّا مَا  
ذَكَّیْتُمْ وَ مَا ذُبَحَ عَلَی النُّصْبِ۔

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لپکا جاے اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مرا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تہان پر ذبح کیا گیا۔

(المائدہ آیت نمبر 3)

امام صاحب فرماتے ہیں جو بچہ ماں کے پیٹ میں مرا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے والا ہو مگر جب اس کی ماں کو ذبح کیا گیا وہ ماں کا گھونٹنے سے مرا ہو۔ اس لئے احتیاط کا پہلو یہ کہ اسے کھا۔  
چھٹی دلیل:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ

(سورۃ الانعام آیت نمبر 121)

اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے شک یہ کھانا گناہ ہے۔  
اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ اس مردہ بچے کا کھانا منع ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔

ساتویں دلیل:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ۔



علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے تردد اور اشتباہ میں ڈالے اور ایسی چیز اختیار کر جو تیرے لئے باعث تردد نہ ہو کیونکہ خیر باعث اطمینان اور شر باعث شک ہے۔

(مسند رک حاکم ج 2 ص 12)

ان روایات سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس مروہ بچے میں شک پڑ گیا ہے کہ حلال ہے یا حرام۔ تو شک سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اور قرآن کے مطابق ہے۔ اس لئے جنہیں کا کھانا منع ہے۔

## مسئلہ نمبر 20: قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کا طریقہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي آيَاتٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَلَكَؤُا مِنْهَا وَاطْعَمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔

اور یاد کریں وہ اللہ کے نام کو معلوم دنوں میں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو روزی دی ہے موبیشیوں میں سے پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو۔

(یاد نمبر 17 سورۃ الحج آیت نمبر 28)

اس آیت سے گوشت کے متعلق دو باتیں ثابت ہوئیں نمبر 1 قربانی کرنے والا خود بھی کھائے۔ نمبر 2 فقیروں (محتاجوں، غریبوں) کو بھی کھائے۔

دوسری آیت:

فَلَكَؤُا مِنْهَا وَاطْعَمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔

پس کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ قناعت کرنے والے اور بے قرار شخص کو۔

(سورۃ الحج آیت نمبر 36)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ البتہ

ہے اور دونوں سے مراد کچی اور پکی ہیں۔ (ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب الکبد والطحال)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے بایں طور کہ حدیث میں تو صرف دوسرا دونوں کی صلت آئی ہے اور یہ تیسرا مروہ ہے جس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

دوسری دلیل:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے حضرت ابراہیم خیمؑ کا اثر بھی جت ہے جس کو امام محمد نے موطا میں اور کتاب الآثار میں روایت کیا ہے۔

عن ابراهيم انه قال لا تكون ذكوة نفس ذكوة نفسين

ابراہیم خیمؑ سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے ایک جان کا ذبح کرنا وہ جانوں کے قائم مقام نہیں ہوتا۔ (موطا امام محمد ج 1 ص 339۔ کتاب الآثار ج 1 ص 585)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں شبہ ہے بچے کا حکم موجود ہے۔ مثلاً

حدیث:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (التوفی 46ھ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے سو جو شخص ان مشتبہات سے بچا تو اس نے اپنا دین اور عزت بچائی اور جو مشتبہات میں جا پڑا تو (گویا) وہ حرام میں جا پڑا جیسے چراگاہ کے ارد گرد جانوروں کو چرانے والا قریب ہے کہ چراگاہ میں جا پڑے۔

(بخاری ج 1 ص 13، ابن ماجہ ج 296 ابواب الفتن باب الوقوف عند الشكات)

حدیث:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ التوفی 50ھ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ



مختار جوں کی دو قسم اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔

حاشیہ ترجمہ قرآن مولانا فتح محمد جالندھری ص 324 میں ہے فائدہ: محتاج دو بتائے پہلا وہ جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے۔

حدیث:

عبداللہ بن واقد سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیوں کا گوشت کھانے سے تین دن کے بعد عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کہ میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا انہوں نے نہ کھانچ کہا عبداللہ نے میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں چند لوگ دیہات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آئے عید الاضحیٰ میں شریک ہونے کو (اور وہ لوگ محتاج تھے) تو آپ نے فرمایا قربانی کا گوشت تین دن کے موافق رکھ لو باقی خیرات کر دو۔ (تاکہ یہ محتاج بھوکے نہ رہیں اور ان کا بھی کھانے کو گوشت ملے) اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے تھے۔ (ان کی کھالوں کی) اور ان کی چربی کو بیگھلاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب کیا ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے منع فرمایا قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے (اور اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قربانی کا کوئی جز تین دن سے زیادہ رکھنا چاہئے) آپ نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا ان محتاجوں کی وجہ سے جو اس وقت آگئے تھے۔ اب کھاؤ اور رکھ چھوڑو۔ اور صدقہ دو۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب انہی عن اکل لحوم الاضاحی)

حدیث:

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مدینہ کے لوگوں مت کھاؤ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ لوگوں نے شکایت کی آپ سے کہ ہمارے بال بچے۔ نوکر چاکر ہیں (اس لئے ضرورت پڑھتی ہے گوشت رکھ چھوڑنے کی)

آپ نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور رکھ لو یا رکھ چھوڑو۔

(صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب انہی عن اکل لحوم الاضاحی)

حدیث:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کی صبح کو اس کے گھر میں اس گوشت میں سے کچھ نہ رہے (کھا لے اور تقسیم کر دے دوسرے سال لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم سال گذشتہ کی طرح کریں؟ آپ نے فرمایا (نہیں) کھاؤ۔ کھلاؤ۔ جمع بھی رکھو اس سال چونکہ لوگ بھوک (خط) میں مبتلا تھے اس لئے میرا خیال تھا کہ اس طرح ان لوگوں کی مدد ہو جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب انہی عن اکل لحوم الاضاحی)

قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ تین گھنٹے کا بہتر ہے۔ یعنی ایک اپنے لئے جس سے کھاؤ والا حکم پورا ہوتا ہے۔ رشتہ داروں، عزیزوں، ہمسایوں کے لئے میں کھلاؤ والا دوسرا حکم پورا ہوتا ہے محتاجوں کے لیے صدقہ کرنے سے تیسرا حکم پورا ہوتا ہے۔

## مسئلہ نمبر 21: قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے

حدیث:

امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا ابو زبیر نے انہوں نے روایت کیا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا کہ روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا۔ اس کے بعد فرمایا کھاؤ تو شہ بنائو۔ اور جمع رکھو۔

اس روایت کے بعد امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 189ھ نے فرمایا اسی پر ہمارا عمل ہے کہ تین دن سے زیادہ گوشت جمع کرنے اور تو شہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ ممانعت

میں نہ دوں۔ (بخاری کتاب الحج، لفظ الجزاء، من الہدی شرا: ترجمہ: باب قصاب کو ذبح کرنے کی مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دی جائے)

حدیث:

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا ہوں اور اُن کا گوشت اور کھالیں اور جھولے خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اس میں سے نہ دوں اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مزدوری قصاب کی ہم اپنے پاس سے دیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الحج، باب فی الصدقۃ یلوم الہدایا)

## مسئلہ نمبر 23: کون کون سے جانور کی قربانی درست نہیں

حدیث:

عبید بن فروز سے روایت ہے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کون سا جانور قربانی میں درست ہے تو براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے میں کھڑے ہوئے میری انگلیاں آپ کی انگلیوں سے چھوئی اور حقیر ہیں اور میری پوری آپ کی پوریوں سے چھوئی اور حقیر ہیں آپ نے چار انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا چار طرح کا جانور قربانی کے لائق نہیں ہے ایک تو وہ جس کا ناپنا بظاہر معلوم ہوتا ہو اور وہ بیچار جس کی بیماری بظاہر معلوم ہوتی ہے اور وہ لنگڑا جس کا لنگڑا بظاہر معلوم ہو اور وہ دلا جس کی ہڈی میں مغز نہ ہو میں نے کہا (یعنی اس حدیث کے راوی عبید بن فروز جو حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں) مجھے قربانی کے لئے وہ جانور بھی برا معلوم ہوتا ہے جس کا سن (دانت) کم ہو آپ نے (یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا جو تجھے بُرا لگے اس کو چھوڑ دے لیکن اور کو منع نہ کر۔ (سنن ابی داؤد، مترجم علامہ وحید الزماں جلد نمبر 2 ص 411 کتاب الضحایا باب ما یکرہ من الضحایا)

فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ارشاد پہلے قول کو منسوخ کرتا ہے سواں گوز خیرہ کرنے اور تو شر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے اکثر فقہاء کا قول ہے۔

(موطا امام محمد ص 281 کتاب الضحایا باب لیم الامتاری)

نوٹ: موطا امام مالک اور موطا امام محمد یہ دونوں حدیث کی مشہور اور اولین کتب میں شمار ہوتی ہیں۔ امام مالک سے روایت کرنے والے آپ کے بہت سے شاگرد ہیں مگر ان میں سے دو سب سے زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔

امام محمد کی خصوصیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی رہے ہیں۔ یہ حدیث کی دونوں کتابیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح بخاری سے بہت پہلے کی ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری کے تفریباً داد استاد بننے ہیں۔

## مسئلہ 22: قربانی کرنے والے (قضائی) کو اجرت کے طور

### پر قربانی میں سے کچھ نہ دیا جائے

حدیث عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے قربانی کے اونٹوں کی دیکھ بھال کا حکم دیا اور ان کی سب چیزوں کو تقسیم کرنے کا گوشت، کھال، جھول نیز یہ کہ قصاب کی مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دیں۔ (بخاری کتاب الحج، باب بصدقۃ یلوم الہدی)

حدیث:

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قربانی کے اونٹوں کا بندوبست کروں اور ان میں سے کوئی قصاب کی مزدوری

اس حدیث میں جانور کے چار عیوب کا ذکر ہے۔

1- کانا 2- بیمار

3- لنگڑا

4- بہت ہی کمزور میل یعنی ایسا ڈبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گوشت نہ ہو۔

حدیث:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ قربانی کے (جانور کی) آنکھ اور کان کو ہم خوب دیکھیں (کہ اس میں ایسا نقص نہ ہو جس کے سبب سے قربانی درست نہ ہو) اور ہم ”مقابلہ“ اور ”مدابرہ“ حرقا“ اور شرقا“ کی قربانی نہ کریں (راوی کہتے ہیں) مقابلہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو۔ مدابرہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو۔ ”حرقا“ اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان چھیدا گیا ہو (یعنی کان میں گول سوراخ ہو) اور شرقا اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان پھٹا ہوا ہو۔

(سنن دارمی کتاب الاضاحی باب الا بجزئی الاضاحی)

اس حدیث میں بھی جانور کے چار عیوب کا ذکر ہے۔ اور یہ چار عیوب ایسے ہیں جن کا ذکر پہلی حدیث میں نہیں ہے۔ اس طرح کل آٹھ عیوب ہو گئے۔

حدیث:

جری بن کلیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عیوب کی قربانی سے یعنی سینگ ٹوٹنے یا کان کٹے جانور کی قربانی کرنے سے۔ (سنن ابوداؤد مترجم جلد 2 ص 412 کتاب الضحیٰ باب ما یکرہ من الضحیٰ)

اس حدیث میں ایک اور عیب کا ذکر ہوا ہے جو پہلی حدیثوں میں نہیں ہے وہ ہے سینگ ٹوٹنے جانور کی قربانی کرنا بھی منع ہے۔ اس طرح نو (9) عیوب ہو گئے۔ اس حدیث میں

آپؐ نے جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ ہے عیوب۔ عیوب کس جانور کو کہتے ہیں وہ ہم مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں۔

فقہاء سے روایت ہے کہ میں نے سعید ابن المسیب سے پوچھا عیوب (یا عیوب) کس جانور کو کہیں گے انہوں نے کہا جس کا کان آدھے سے زیادہ کٹا ہو۔

(ابوداؤد مترجم علامہ وحید الزماں جلد 2 ص 412)

حدیث:

جری بن کلیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔ پھر میں نے اس کا تذکرہ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا ہاں جب سینگ آدھا یا آدھے سے زیادہ ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔ اور اگر اس سے کم ٹوٹا ہو تو درست اور جائز ہے۔ (نسائی کتاب الضحیٰ باب العیوب)

حدیث:

عقب بن عبد سلمیٰ کی ایک روایت میں آتا ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں منع کیا کسی جانور کی قربانی سے مگر ”مصفرہ“ اور ”مستاصلہ“ اور مستحفاہ اور مشیعہ اور کسرا سے۔ مصفرہ وہ ہے جس کا کان کٹا ہوا اتنا کہ سوراخ کان کا کھل گیا ہو، مستاصلہ وہ ہے جس کا سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو۔ مستحفاہ وہ ہے جس کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی ہو اور آنکھ قائم ہو۔ مشیعہ وہ جو لاغر اور ضعف کی وجہ سے بکریوں کے ساتھ نہیں رہ سکتی بلکہ پیچھے رہ جاتی ہے۔ کسرا وہ جس کا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ گیا ہو۔ (ابوداؤد کتاب الضحیٰ باب ما یکرہ من الضحیٰ)

## دم کٹے جانور کا حکم

حدیث:

اس مسئلہ میں حدیثیں دونوں قسم کی ہیں ایک میں اجازت ہے دوسری میں منع ہم یہاں پر پہلے دونوں نقل کرتے ہیں پھر فقہاء نے جو ان میں تطبیق دی ہے وہ ذکر کریں گے۔

اجازت والی احادیث:

پہلی حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے قربانی کے لئے ایک مینڈھا خریدا اتفاق سے ایک بھیڑ یا آیا اور اس کی دم (چکی) کا حصہ نوچ کر کھا گیا میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا (کہ اس کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں) نبی علیہ السلام نے فرمایا تم اسی کی قربانی کرلو۔ (مسند امام ترمذی جلد نمبر 5 ص 237)

دوسری حدیث:

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بھیڑیے نے میری بکری کی دم کاٹ لی ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں آپ نے اسے اجازت دے دی۔ (سنن ابی ہریرہ ج 9 ص 289)

منع والی حدیث:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھیں اور ہم ایسے جانور جس کا کان آگے سے کٹ کر لٹکا ہو، پیچھے سے کان کٹ کر لٹکا ہو دم کٹے اور ایسا جانور جس کے کان میں گول سوراخ ہو قربانی نہ کریں۔ (سنن نسائی کتاب البضایا القابلہ وضوابط طرف الذخا)

فقہائے کرام نے ان دونوں قسم کی روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ اگر جانور کی تہائی 1/3 سے کم کٹی ہو تو قربانی صحیح ہوگی اور اگر زیادہ حصہ کٹ گیا ہے تو پھر قربانی جائز نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مسئلہ:

جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم وغیرہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (شامی) (احکام و تاریخ قربانی ص 43)

حضرت مولانا محمد حنیف گنگوہی ہدایہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

جامع صغیر میں امام صاحب سے روایت ہے کہ اگر دم یا کان یا آنکھ یا ذنب کی چکی (جو سرین پر ہوتی ہے) میں سے تہائی یا اس سے کم مقطوع ہو تو قربانی جائز ہوگی اور اگر تہائی سے زائد کٹی ہو تو جائز نہ ہوگی پس تہائی تک قلیل ہے اور تہائی سے زائد کثیر ہے۔

دلیل یہ ہے کہ میت کے تہائی مال میں ورش کی رضا مندی کے بغیر وصیت نافذ کر دی جاتی ہے۔ پس تہائی کو قلیل شمار کیا گیا۔ اور اس سے زیادہ میں ورش کی رضا مندی کے بغیر وصیت نافذ نہیں کی جاتی تو تہائی سے زائد کو کثیر شمار کیا گیا۔ امام محمد سے ہشام کی روایت یہی ہے۔ اور صدر شہید نے کہا ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ ظاہر الروایت ہے۔ اور اس کے مطابق پوری تہائی تک حد قلت میں داخل ہے۔ (طلوع البہرین شرح ہدایہ آخرین ج 5 ص 333)

مولانا محمد عبداللہ رپڑی صاحب غیر مقلد کا حوالہ:

اس مسئلہ میں آپ سے سوال ہوا آپ نے جواب میں اہل سنت کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا۔ یہاں پر سوال اور جواب لکھا جاتا ہے۔

سوال: حدیث میں ہے قربانی کے جانور کے کان اور سینک صحیح سالم ہو لیکن بعض علماء کہتے ہیں کان آدھ سے کم کٹا ہو یا سینک آدھ سے کم ٹوٹا ہو تو قربانی میں کوئی حرج نہیں کیا

یہ کہنا صحیح ہے۔ (شیخ محمد یعقوب فیو کا تھ مارکیٹ لائلپور)

الجواب: ہاں صحیح ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن جانور قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں میں نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اعضب سے مراد نصف یا اس سے زائد کان کٹنا یا سینگ ٹوٹنا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جانور کا آدھا یا آدھے سے زائد سینگ ٹوٹنا یا کان کٹنا ہو وہ قربانی کرنا منع ہے آدھے سے کم ہو تو پھر گنجائش ہے۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج 2 ص 231)

### امام خطابی کا حوالہ:

امام خطابی ابو داؤد کی شرح معالم السنن میں حضرت براء بن عازب کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قربانی کے جانوروں میں معمولی (یعنی 1/3) عیب کی معافی ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ آپؐ نے فرمایا اس کا ایک چشم ہونا صاف طور پر معلوم ہو رہا ہو۔ اس کی بیماری واضح ہو۔ اس کا لنگڑا پن نمایاں ہو اور جو عیب معمولی ہو گا وہ واضح طور پر نمایاں نہ ہو گا اور اس کی معافی ہوگی۔ (معالم السنن ج 2 ص 230)





عمرناور • حق سٹریٹ امر ڈوب بازار • لاہور  
042-37360660 - 0301-4441805

دار النعم